افادات: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ مرتب: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

رمضان اللہ کی رحمتوں کا پیغام

محترم بزرگو! رمضان شریف کا مہینہ خوش قسمت لوگوں کے لئے رحمتوں اور مغفرت و بخشش کا پیغام تھا، اس پیغام کے مطابق جس نے مغفرت خداوندی حاصل کرنے کی سعی کی، اللہ تعالیٰ نے اسے کامیاب کردیا، اور بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ :

ع تہی دستان قسمت راچہ سود از رہبر۔ قسمت یاوری نہ کرے تو پیر اور استاد بہت کامل ہو تو کیا ہوتا ہے کہ ع خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را

بد نصیب دریا کے کنارے سے بھی پیاسا آجاتا ہے، مسجد میں بیٹھ کر بھی نماز نہیں پڑھتا، ایسی سخت سردی میں بھی روزہ نہیں رکھتا، ایسے شخص کا تو سب کچھ لٹ گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے گھر میں ایمان اور علم کی دولت تقسیم ہوتی رہی اور آج چودہ سو برس بعد بھی خٹک قوم کی ان خشک اور ویران پہاڑوں میں بھی لا الہ الا اللہ کی آواز بلند ہوتی ہے، یہ وہی آواز ہے جو حضور ﷺ نے بلند کی مگر جو بد قسمت تھا ابو جہل اور ابو لہب حضور ﷺ کے گھر کی دیوار اور دروازے سے ملے ہوئے ہیں مگر محروم ہیں، ابو لہب حضور ﷺ کے چچا ہیں ایک گھر ہے، بیچ میں چھوٹی سی دیوار حائل ہے۔ حضور ﷺ ایک مرتبہ بوجہ علالت تہجد کے لئے نہ اٹھ سکے تو ابو الہب کی بیوی نے کہا کہ اب ان کا شیطان ان سے روٹھ گیا اس لیے وہ آج نہیں اٹھے۔ رحمت کا سمندر بہتا رہا، مگر بد قسمت محروم رہے۔ یہ کسی کی عقل اور سمجھ پر نہیں، علم اور قوت سے نہیں، اللہ کی رحمت اور اس کے کرم سے ہی ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہماری حالت بہتر بنادے اور خاتمہ ایمان پر ہو۔

رمضان جیسا رحمتوں کا موج مارنے والا مہینہ آیا اور یہ نادم نہ ہوا۔ اس کی آنکھوں سے نہ آنسو بہے اس کا دل سخت ہے تو یہ علامت ہے شقاوت کی دوسری علامت یہ ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے منصوبے بناتا ہے، باغ لگاتا ہے، بنگلہ، زمین، ٹھیکہ، وزارت اور صدارت کے منصوبے بناتا ہے، اس ادھیڑ بن میں رہتا ہے اور حضرت عزرائیلؑ آکر اسے گردن سے پکڑ لیتے ہیں۔ تیسری علامت بدبختی کی یہ ہے کہ اس کی حرص دن بدن بڑھنے لگ جاتی ہے۔ دنیا کی حرص اور محبت نے

ہی ہمیں تباہ کر دیا اور یہ دو چیزیں بے حد خطرناک ہیں۔ بہر تقدیر رمضان کے جتنے دن باقی ہیں انہیں غنیمت سمجھ لو، اب بھی موقع ہے، جب قیامت کے دن محروم اور غافل لوگ غم کے مارے اپنی انگلیاں کاٹیں گے۔"يوم يعض الظالم على يديه"۔ تو روزہ دار قیامت کے دن عرش خداوندی کے سایہ میں اس کی نعمت سے مالا مال ہوگا اور حسرت کرنے والوں کو اس حسرت وارمان کا کوئی فائدہ نہیں ملے گا۔ قیامت کے دن ہر شخص کو حسرت ہوگی۔ افسوس ہوگا کہ دنیا کی زندگی سے آخرت کیلئے کیوں زیادہ فائدہ نہ اٹھایا۔ اس لئے قیامت کو یوم الحسرۃ کہا گیا ہے۔ گنہگار اور مجرم حسرت کریں گے۔ اے کاش! پیغمبر کے راستہ پر کیوں نہ چلے، فرنگی کا راستہ کیوں اختیار کیا،، مگر نیکو کاروں کو بھی حسرت ہوگی کہ زیادہ نوافل زیادہ تلاوت اور زیادہ ختم قرآن کیوں نہ کئے۔ ہمارے امام ابو حنیفہؒ ۶۱ مرتبہ قرآن مجید پورے ختم کرتے۔

عشرہ آخرہ اور سحری کا وقت: آخری دس دنوں میں خصوصیت سے دو چیزوں کو ملحوظ رکھا جائے جن میں ایک اعتکاف ہے۔ جو اختیاری ہے اور ایک لیلۃ القدر ہے جس کی طلب اور تلاش کرنا ہے، اور طالب کا حکم بھی کسی چیز کے حاصل کرنے والے جیسا ہے کہ یہ بھی اللہ کے ہاں پانے والوں کے زمرہ میں شمار ہوگا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی حالت یہ ہوتی کہ:

كان يوقظ اهله فى العشر الاواخر من رمضان و كل صغيرٍ و كبيريطيق الصلوة ۔ (او کما قال)

حضورؐ اس عشرہ آخیرہ میں اپنے اہل وعیال کو جگاتے تھے اور ہر بڑے چھوٹے کو بھی جو نماز پڑھنے کے قابل ہوتے۔ گویا سات آٹھ سال عمر کے بچوں کو بھی حضور ﷺ تہجد اور نماز کیلئے جگاتے۔

ہم سب سحری کیلئے جاگتے ہیں۔ بچوں کو کھلانے، پلانے کے لئے جگاتے ہیں، مگر شیطان ہمیں تہجد پڑھنے نہیں دیتا۔ ایسا قیمتی وقت بے پرواہی میں کھودیتے ہیں۔ اگر ہم خود بھی دو رکعت پڑھ لیں اور بچوں کو بھی وضو کرائیں اور دو رکعت ان سے پڑھالیں کہ عادت بن جائے تو کتنی خوش بختی ہوگی۔ اللہ اور بندہ کے درمیان سارے حجابات اس وقت اٹھادئے جاتے ہیں مگر ہم کھانے پینے اور ہنسی مذاق میں سارا وقت ضائع کر دیتے ہیں۔ کھانا پینا تو چند منٹ کا کام ہے۔ چند لقمے لے لو اور اس سنہری وقت سے فائدہ اٹھاؤ۔ حضور ﷺ کی حالت تو یہ تھی کہ وشدّ میزرہ گویا کمر بستہ ہو جاتے تھے

۔اور یہ ایک محاورہ ہے کہ کسی کام کے لئے کمر باندھ لی تو حضور ﷺ تو سال بھر عبادت کے لئے مستعد رہتے مگر ان دنوں تو بالکل جہاد جیسی حالت ہو جاتی۔لہذا چاہئیے کہ ان دنوں ہم بھی خاص طور سے اہل وعیال کو دین کی طرف راغب کریں۔ کھانا، پینا اور سونا بھی جائز ہے مگر اہم مقصد رغبت دین پیدا کرنا ہے۔

اعتکاف : حضور ﷺ ان ایام میں اعتکاف فرماتے : وکان یعتکف فی العشر الاواخر من رمضان۔اعتکاف کا معنی کسی چیز کو بند کرنا باندھ لینا اپنے آپ کو مقید اور محبوس کر لینا ہے۔اپنی درخواست عاجزانہ شکل میں منوانے کے لئے کسی کے در پر پڑ جانا کہ بارش ہو، دھوپ ہو، گرمی ،سردی ہو تیرے در کا غلام ہوں اس در پر پڑا رہوں گا جب تک میری درخواست قبول نہ ہو،نہ گھر جاؤں گا اور نہ کوئی دنیا کا کام کروں گا، روتا ہے، گڑگڑاتا ہے، اٹھتا نہیں دھرنا مار لیتا ہے۔ تو ایسی صورت میں تو سنگ دل سے سنگ دل حاکم بھی اس کی حاجت پوری کر دیتا ہے تو یہاں تو اللہ جیسے رحیم وکریم آقا سے معاملہ ہے اور رمضان جیسا بابرکت مہینہ ہے کہ ہر رات اللہ کی طرف سے مجرموں کو بخشش کیلئے پکارا جاتا ہے۔کہ اے مجرمو! ذرا تو توجہ کر لو معاف کر دوں گا، بخش دوں گا۔

ذرا سا بہانہ بھی مغفرت کا بن جائے تو بخش دیتا ہے۔ہر رات اس کی آواز ہوتی ہے کہ اے خیر کے طلب کرنے والو! ذرا تو آگے بڑھو اور کچھ تو دست طلب بڑھا دو، گناہوں سے توبہ کر لو،دل سے روؤ۔اگر آنکھوں میں نمی آجائے یا اللہ رمضان کی حرمت سے مجھے معاف کر دے تو بخش دے گا۔وہ تو رمضان کی ہر رات دس لاکھ مجرم بخشتا ہے اور آخری رات تو مہینہ بھر کے مجرموں کے برابر ـــ تو جو اللہ کا بندہ گھر بار، جائیداد، دکان، سامان،بیوی، بچے سب کچھ چھوڑ کر مسجد میں قیدی کی طرح اعتکاف کی شکل میں مقید ہو گیا تو اس کی بخشش کیسے نہ ہو گی ؟۔

اعتکاف یہ ہے کہ ایک شخص پنجگانہ جماعت والی مسجد میں بیسویں رمضان کی شام کو بیٹھ جائے۔ اگر عورت ہو تو گھر میں نماز کیلئے جو کونہ مختص ہو اس میں بیٹھ جائے سوائے حاجات انسانی کے اپنی اس قیام گاہ سے نہ نکلے، اکثر وقت ذکر واذکار، تلاوت، نوافل اور نماز میں گذرے۔ یہ اعتکاف فرض کفایہ کی طرح سنت کفایہ ہے۔اگر محلّہ یا گاؤں میں کسی نے بھی نہ کیا تو سارا گاؤں یا محلّہ تارک

سنت ہوا، اور کسی نے ادا کیا تو خود بھی اجر وثواب کا مستحق بنا اور سارے محلّہ کو بھی گناہ سے بچا کر احسان کیا۔ افسوس کہ ہم نے اعتکاف جیسی سنت کو عدیم الفرصتی کا بہانہ بنا کر ترک کر دیا۔ لیکن کتنے لوگوں کو ہم نے دفنایا، اس وقت مردہ کو دیکھ کر ذرا تو سوچ لو کہ "بابا کہاں جارہے ہو، تمھیں فرصت نہ تھی، اب تو ہزاروں سال پڑے رہو گے۔ اب بھی فرصت ہے یا نہیں ؟ یہ سب قبروں والے بڑے مصروف تھے کوئی کام نہیں چھوڑ سکتے تھے، مگر اب ان کی کیا حالت ہے۔ بھائیو! نہ دنیا ہماری وجہ سے آباد ہے نہ ویران ہے۔ قبر میں اکیلے خدا کے ساتھ معاملہ ہوگا، نئی دوستی تو اس وقت قائم نہیں ہوسکتی اور اگر دنیا میں قائم نہ کی تو ہکا بکا رہ جائے گا کہ یارب اب کیا کروں ؟ تو معتکف سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر مسجد کے کونہ میں بیٹھ گیا تو گویا قبر کی زندگی دنیا میں اختیار کی۔ محبت اور رابطہ اللہ سے قائم کیا، نہ مکان نہ دکان، نہ زمینداری کی فکر نہ دوست احباب کی۔ تو بعد از مرگ اللہ سے ایسی الفت اور ربط کام آئے گا۔ پھر اعتکاف کو فضیلت اتنی ہے کہ حدیث میں اس کا اجر دو حج اور دو عمروں کے برابر فرمایا گیا ہے۔ قانونی حج تو ہر مسلمان مستطیع پر فرض ہے مگر اسے اس عمل سے دو حج اور دو عمروں کا ثواب مل گیا۔

لیلۃ القدر : دوسری چیز آخری دس دنوں میں ہر رات خاص ذوق وشوق سے عبادت کرنا ہے جس میں لیلۃ القدر کا احتمال ہے جو طاق راتوں : ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ میں زیادہ محتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے خیر من الف شہر کہا ہے۔ ہزاروں مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ پھر خیر کی بھی کوئی حد نہیں، گویا بے حد اور بے حساب بہتر ہے۔ اسّی (۸۰) سال کی عبادت پر بھاری ہے اور ان دس دنوں کے علاوہ رمضان کی ساری راتوں میں بھی لیلۃ القدر کا احتمال ہے۔ اگر کوئی اتنا باہمت نہ ہو کہ ہر رات شب خیزی میں گذارے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے مغرب وعشاء اور صبح کی نماز باجماعت پڑھ لی تو لیلۃ القدر کا ایک حصہ اس نے بھی پالیا تو ان ایام میں تو یہ لازم کر لو کہ نماز باجماعت چھوٹنے نہ پائے۔ مغرب کی اذان اور افطار کے بعد نماز گھر میں نہیں پڑھنی چاہیئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا : لا صلوۃ لجار المسجد الافی المسجد۔ مسجد کے پڑوسی کی فرض نماز صرف مسجد ہی میں ہوتی ہے۔ امام کے لئے بھی چاہیئے کہ رمضان میں اذان کے بعد قدرے

توقف کرے اور مقتدیوں پر مسجد پہنچنا لازم ہے۔ الغرض یہ دو چار گھنٹے بھی رات ہی کا حصہ ہیں تو خاص دعاؤں کا لحاظ رکھا جائے۔ رمضان میں تیسری چیز تہجد کو ملحوظ رکھنا ہے جس کا خاص اہتمام ہونا چاہئیے۔ اگر گالی گلوچ اور دیگر منہیات میں مشغول رہیں تو یہ روزہ کی ایک بدبودار لاش ہو گی۔ چاہئیے کہ اس میں "لعلکم تتقون" تقویٰ اور پرہیز گاری کی روح آجائے۔ صبح سے شام تک زبان کو قابو رکھو، برائی، حسد، بغض، کینہ، عناد ترک کردو۔ کسی کا حق نہ مارو، اپنی نظریں نچی رکھو، اپنے کانوں کو فلمی گانوں سے قطعاً بچاتے رہو۔ اس لئے کہ نامحرم عورتوں کی آواز سننا حرام ہے۔ اپنے اعضاء وجوارح کو گناہوں سے بچاتے رہو۔ جتنا بھی ہو سکے تقویٰ اور پرہیز گاری کا جذبہ پیدا کرو، یہی روزہ کامیاب ہوگا جس پر اجر وثواب بھی مرتب ہوگا۔

قرآن اور تراویح : تراویح میں کم از کم ایک دفعہ ختم کرنا سنت ہے۔ اب تک مسلمانوں میں حضور ﷺ کی یہ سنت رائج ہے۔ اور اس کا مقصد قرآن مجید کا سننا اور اس پر عمل کرانا ہے جسے خدا زیادہ ہمت دے تو اور بھی بڑی نعمت ہے مگر اسے ہماری کمی کہئے کہ شیطان پہلے تو نیکی کی راہ میں روڑے اٹکاتا ہے اور اگر شروع کردیں تو جلدی اور عجلت کراتا ہے کہ جلدی جلدی ٹھو کر لگاؤ یا جیسا کہ مرغی ٹونگا لگاتی ہے اور ہمیں تلاش ہوتی ہے ایسے حافظ کی جو پندرہ بیس منٹ میں ساری تراویح پڑھاوے، جتنا بھی خیبر میل گاڑی کی طرح تیز دوڑ سکے وہی اچھا حافظ ہے۔ گویا تیز رفتاری اور ترقی کا زمانہ ہے ہم تراویح میں کیوں تیز رفتار نہ بنیں۔ تو بھائیو! یہ بہت غلط بات ہے۔ تراویح میں جتنا زیادہ وقت لگ جائے موجب اجر ہے اور جتنا بھی صحیح تلفظ ہو، حروف کی تصحیح ہو کہ مقتدی کی سمجھ میں آسکے۔ اتنا ہی اجر زیادہ ملے گا، شیطان کے وسوسوں کی وجہ سے اپنی نیکی برباد نہ کرو، شیطان کبھی یہ روڑا اٹکاتا ہے۔ منکرین حدیث وغیرہ کے ذریعہ کہ بغیر مطلب سمجھے ہوئے تلاوت اور اسکے سننے کا کیا فائدہ، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم نازل اس لئے کیا کہ ہم اسے پڑھیں، حفاظ سے سنیں اور اس کو دیکھ کر اس پر عمل کریں۔

موجودہ تعلیم : حضور ﷺ نے فرمایا: جس پیٹ، دماغ اور جس روح میں قرآن نہ ہو تو وہ پیپ اور خون سے بھرا ہوا اچھا ہے۔ فلمی گانوں اور اشعار سے تو دماغ بھرا ہو، قسم قسم کے اشعار اور گانے

مرد اور عورتیں حیوانات کی بولیاں اور نقلیں چھوٹے چھوٹے بچوں کو یاد ہوں اور اس میں اتنا انہماک اتنا توغل اور ذوق وشوق ہو کہ شعر خواہ مہمل الفاظ کا کیوں نہ ہو بڑے چھوٹوں کو یاد ہوں اور قرآن کے تلفظ تک سے محروم رہیں اور پہلے تو کچھ نہ کچھ تھا، اب تو بدقسمتی سے سب کچھ چلا گیا۔ کاش ہم سمجھتے کہ اس قوم کی ترقی اور صحیح تعلیم وتربیت دین ہی سے ہو سکتی ہے، اگر موجودہ تعلیم سے یہ مقصد حاصل ہو سکتا تو واللہ اس سے بڑھ کر خوشی کی اور کیابات ہوتی مگر یہ تعلیم تو دین کے لئے نہیں بلکہ عیسائیت، قادیانیت اور پرویزیت کے لئے ہے۔ اس لئے نہیں کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا کلام سیکھیں بلکہ دین کی جڑیں کیسے کاٹیں گے، سرخ گورا کیسے بنیں گے، کھڑے ہو کر پیشاب کیسے کریں گے، کوٹ پتلون کیسے پہنیں گے۔ یہ تعلیم تعلیم کی جو رٹ لگائی جا رہی ہے اس کی تہ میں گورا اور فرنگی بیٹھا ہوا ہے اس تعلیم نے مرد اور عورتوں کو ننگا کر دیا، سڑکوں اور محفلوں میں نچوایا، یہ بے حیائی ثمرہ تھا اس تعلیم کیا اس تعلیم پر ہم خوش ہوں گے۔ اس پر تو ہم روتے ہیں اور جب روتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ مُلا ترقی میں رکاوٹ بنتا ہے۔ ارے ظالمو! زنا کرنا ہے تو خود کرو، اپنی بہن بیٹی کو، نچواؤ، پوری قوم اور پوری رعایا کو کیوں زانی اور ڈانسر بناتے ہو، اگر یہ تعلیم دین اور اچھے اخلاق کیلئے ہوتی تو کونسا مسلمان اس پر خوش نہ ہوتا، مگر یہ تعلیم تو ڈانس کیلئے ہے اوپر جاؤ تو انگریز اور میم بنو، رقص وسرود اور عیاشی سیکھو۔ ہم نے تو یہ دیکھا ہے کہ چھوٹی بچیاں سکول سے آکر بجائے اللہ اور اسکے دین کی بات کے بلی کتا کی رٹ لگاتی ہیں اور جب بڑی ہوتی ہیں تو مشترکہ ڈانس اور کلچر سکھایا جاتا ہے۔ اس صورت میں قرآن کی تعلیم پڑھنے پڑھانے اور سننے کی کیا صورت ہو۔

روزے کا مقصد روزہ اور قرآن: رمضان کے تیس دن ہماری ٹریننگ اور عملی تربیت کے دن ہیں، جس طرح فوجی تربیت ہوا کرتی ہے اسے لڑائی کے لئے جنگلوں اور میدانوں میں رکھا جاتا ہے، بھوک اور پیاس کی عادت ڈالی جاتی ہے اس طرح جب رات کو ہم نے پارہ سوا پارہ قرآن مجید سن لیا جس میں کچھ اوامر ہیں کچھ نواہی ہیں تو اب ہم دن کو اپنی خواہش اور ھوئی کو اپنے قابو میں رکھیں گے، خدا کے حکم کے مقابلہ میں اپنی خواہش کے پیچھے نہیں جائیں گے۔ دن بھر رات کی تراویح کا سبق دہرایا جا رہا ہے اور مقصد یہ ہے کہ عمر بھر اللہ کے احکام کی اس طرح تعمیل کرنی ہے جیسے

رمضان میں اور قرآن کریم پر اسی طرح عمل پیرا ہونا ہے۔ اس لئے قرآن مجید اور رمضان کا باہمی گہرا تعلق ہے۔ اسی مہینہ میں قرآن اتار اگیا اور اسی مہینہ میں ہر سال دہرایا جاتا رہا اور یہ سننا صرف سُننا نہ ہو بلکہ ایک ایک مسئلہ کو سُننا اور اس پر عمل کر کے دکھانا ہے۔

حضرت عثمانؓ کا کردار : صحابہؓ نے ایسا کر دکھایا۔ مثلاً اسلام کا ایک مسئلہ ہے کہ اپنی ذات کے لئے کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچاؤ۔ حضرت عثمانؓ حضور ﷺ کے داماد ذوالنورین ہیں، خلیفہ ثالث ہیں، ساری اسلامی سلطنت پر حکومت ہے، دشمنوں نے محاصرہ کیا، فوج، پولیس اور ذاتی غلام بے شمار موجود ہیں، ایک اشارہ ہو جاتا یا کم از کم لوگوں کو روکتے نہ تو دشمن کا منٹوں میں صفایا ہو جاتا مگر آخر تک لوگوں کو باغیوں پر اسلحہ اٹھانے سے منع کیا کہ اپنی ذات کیلئے اور حکومت قائم رکھنے کیلئے کسی کا خون نہیں بہاؤں گا۔ گھر کے ارد گرد اپنے ذاتی غلام ہیں۔ انہیں یہ کہہ کر آزادی کا موقع دیا کہ جس نے اپنا اسلحہ اتار کر رکھ دیا وہ آزاد ہو گیا، اور حکم دیا کہ میرے مخالفین پر تلوار نہ اٹھائی جائے، یہاں تک کہ شہادت سے سرفراز ہوئے۔ مگر قرآن کی تعلیم "انما المؤمنون اخوة" پر عمل پیرا رہے کہ ذاتی وقار کیلئے کسی کو ایذا نہیں پہنچاؤں گا۔ الغرض رمضان میں ہم سب طالب العلم ہیں، جتنا بھی قرآن رات کو سنتے ہیں اس کا خلاصہ اور اجمال یہی ہے کہ خدا کے حکم پر عمل کرتا ہے۔ روزہ اس کی عملی تربیت ہے۔

روزے کی رُوح : جس کے بغیر روزہ بے روح لاش رہ جاتا ہے۔ انسان کی صورت اچھی ہو بڑی شان و شوکت والا ہو مگر جب روح نہ ہو تو مسلمان اسے دفن اور ہندو اسے جلا دیتے ہیں یا دریا میں پھینک دیتے ہیں کیونکہ روح نہیں تو انسان بھی نہیں۔ اگر اس بلا روح لاشے کو ہم رکھیں گے تو تعفن اور بدبو پھیلے گی۔ اسی طرح یاد رکھئے کہ اعمال کی بھی ایک روح ہے اور ایک صورت۔ تو صورت صبح صادق سے مغرب تک تین چیزوں سے پرہیز کا نام ہے اور اس کی روح یہ ہے کہ ہم میں تقویٰ کی صلاحیت پیدا ہو۔ روزہ جہاد کی عملی تیاری ہے، بھوکوں پیاسوں کی مدد کرنے کا احساس روزہ دلاتا ہے۔ روزہ ہمیں حرام سے بچنے کی تلقین کرتا ہے۔ روزہ ضبط نفس کا سبق دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں برائیوں سے بچنے اور نیکیوں کے قریب ہونے کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین)